Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.77, 2009, pp 63 - 88

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، شمارہ ۷۷، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۰۹ء

تقوی - معیارِ تکریم وفضیلت...... تحقیقی بحث

ڈاکٹر نسیم سحر صمد☆

Abstract:

Islam is the last of the heavenly religions and the Holy Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) is the last of the messengers of Allah Almighty. According to the Prophet (PBUH), the structure of Islam is laid on the foundation of peace and harmony. Islam does not prefer anbody for the sake of his or her colour, social status, wealth, sect, language or race. Islam firmly believes that who so ever is a good humanbeing is closer to Allah Almighty. In this article, Taqwa has been discussed as a standard of honour and dignity and in the meanwhile some new issues have been raised. Hopefully this research shall bring some new aespects to lime light.

Key words: Taqwa, Stanards of honour, New dimensions.

گذشتہ پندرہ بیس برسوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں حیرت انگیز انقلابات رونما ہو چکے ہیں۔ ذرائعِ مواصلات ناقابلِ یقین حد تک ترقی کر گئے ہیں اور ان کی بدولت کرۂ ارض سمٹ کر Global Village کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

☆ پروفیسر، چیئرپرسن شعبۂ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

لغت عربی میں 'وقی یقی' کے معنی کسی شے کے ضرر سے اپنے تئیں بچانا، پرہیز کرنا، اِجتناب کرنا کے ہیں اسی سے 'اتّقاء' ماخوذ ہے ۔لغوی مفہوم و معنی اس امر پر دال ہے کہ اپنے آپ کو کسی شے کے ضرر سے بچانا ۔ ایسے تمام رویوں سے مجتنب رہنا جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور حکم عدولی کا خطرہ ہو ۔اللہ تعالیٰ کی معین کردہ حدود اور شریعت میں واضح کردہ وہ تمام امور جو 'الامانۃ' اور 'عہد و میثاق' کے ضمن میں شامل ہیں کی خلاف ورزی سے مجتنب رہنا تا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار نہ ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو منعمِ حقیقی ہے ،کی بارگاہ میں خشیت کا اظہار کرنا ۔جس کو قرآن حکیم میں کئی پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ یا أیھا الّذین آمنوا إن تتّقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یکفّر عنکم سیّناتکم ﴾(1)

کہ اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تم کو حق و باطل کا امتیاز بخشے گا اور تمہارے گناہوں کو دور کردے گا۔

﴿ إلّا أن تتّقوا منھم تقاۃ ﴾(2)

مگر یہ کہ تم ان سے بچو جیسا کہ بچنے کا حق ہے ۔

﴿ و اتّقوا فتنۃ لا تصیبنّ الّذین ظلموا منکم خاصّۃ ﴾(3)

اوراس فتنہ سے ڈرو جو تم میں سے خاص طور پر انہی لوگوں کو نہیں پکڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہوگا۔

ان آیاتِ کریمہ کی روشنی میں یہ اُمر واضح ہے کہ حدود اللہ کو توڑنے اور جو عہد باندھے گئے ہوں ان کی بے حرمتی ، اِثم وعدوان اور عصیان پرمبنی اعمال سے اللہ کے غضب کے اندیشے کی بنیاد پر بچنا تقویٰ کے مفہوم میں داخل ہے۔ امین احسن اصلاحی حقیقتِ تقویٰ کے

خلاصۂ بحث میں رقمطراز ہیں:

1- تقویٰ ہر شے کی زندگی اور اس کی ترقی کا محافظ ہے۔

2- تقویٰ زندگی کی اصل شاہراہ ہے۔ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ ہر مرحلہ زندگی کے ہم رکاب ہے۔ اس کی حیثیت بدرقہ کی ہے جو انسان کی غلط روی اور خطراتِ راہ سے بچا کر منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔

3- کسی مرحلہ میں بھی یہ زندگی کی جدو جہد اور اس کے مادی و اخلاقی ارتقاء میں مزاحم نہیں ہے بلکہ ان مزاحمتوں سے یہ زندگی کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اس کی مادّی یا روحانی ترقی کو درہم برہم کرسکتی ہیں۔

4- تقویٰ کوئی خاص ہیئت وصورت نہیں ہے بجز اس کے کہ جبلّت اور فطرت کے اندر جو حدود بڑھنے اور رکھنے کیلئے قائم کردیے گئے ہیں ان کی پوری پاسداری کی جائے۔

ان نکات سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ تقویٰ عین فطرت کے اُمور کی پاسداری ہے جو نہ تو تعطّل پیدا کرتا ہے، نہ ہی جائز رغبتوں، جو ضروریات سے متعلق ہوں یا کمالیات سے، کی نفی کرتا ہے۔ نہ ہی زندگی سے حرکت کو ختم کرکے اس کو جمود اور موت کا شکار بناتا ہے اور نہ ہی ردّ و قبول، ترک و اِختیار اور ہدایت و ضلالت کے فطری قانون کو باطل کرتا ہے۔(4)

حیدر زماں صدیقی کے مطابق یہ نفس کے قلبی اَحوال اور باطنی کیفیات کی درستی کا نام ہے جو ہمارے اعمالِ ظاہری کا جوہر اور اسلامی تعلیمات کی روح ہے۔ حیدر زماں صدیقی بھی اسی موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قلب کی پراسرار قوت کس طرح درجۂ کمال کو پہنچتی ہے؟ اور کس طرح فرد کی تکمیلِ ذات کا ذریعہ بنتی ہے؟ درحقیقت اس روحانی قوت کی اِصلاح وتربیت صرف ایک چیز سے ہوتی ہے جسے قرآنی اصطلاح میں 'تقویٰ' سے تعبیر کرکے

انسانی سعادت کا واحد ذریعہ اور حیاتِ ملی کی واحد اُساس قرار دیا گیا۔ (5)

سید سلیمان ندوی رقمطراز ہیں کہ ہر اچھے کام کے کرنے اور برائی سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ضمیر کا احساس بیدار اور دل میں خیر وشر کی تمیز کیلئے خلش ہو، یہ تقویٰ ہے۔ پھر اس کام کو خدائے واحد کی رضامندی کے سوا ہر غرض و غایت سے پاک رکھا جائے تو یہ اِخلاص ہے۔ اس کام کو کرنے میں صرف خدا کی نصرت پر بھروسہ رہے تو یہ توّکل ہے۔ اس کام میں رکاوٹیں اور دقتیں پیش آئیں یا نتیجہ مناسبِ حال برآمد نہ ہو تو دل کو مضبوط رکھا جائے اور خدا سے آس نہ توڑی جائے اور اس راہ میں اپنے بُرا چاہنے والوں کا بھی بُرا نہ چاہا جائے تو یہ صبر ہے اور اگر کامیابی کی نعمت ملے تو اس پر مغرور ہونے کی بجائے اس کو خدا کا فضل و کرم سمجھا جائے اور جسم وجان و زبان سے اس کا اقرار کیا جائے اور اس قسم کے کاموں کے کرنے میں اور زیادہ اِنہماک صرف کیا جائے تو یہ شکر ہے۔ (6)

حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے حجۃ الوداع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اِتّقو اللہ ربّکم ''(7)

حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت کے الفاظ:

'' التقویٰ ھٰھنا'' و یشیر إلیٰ صدرہ ثلاث مرار. (8)

کہ تقویٰ یہاں ہے۔ آپﷺ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت منقول ہے:

''اتّقوا فراسۃ المؤمن ، فإنّہ ینظر بنور اللہ'' (9)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اتّق دعوۃ المظلوم فإنّھا لیس بینھا و بین اللہ حجاب" (10)

حضرت عدی بن حاتم ؓ سے مروی ہے:

" اتّقوا النّار و لو بشقّ تمرۃ ، فإن لم تجدوا فبکلمۃ طیّبۃٍ"(11)

حضور نبی کریم ﷺ سے لوگوں میں سے افضل شخص کی خصوصیت دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" کلّ مخموم القلب ، صدوق اللّسان" ، قالوا : صدوق اللّسان نعرفه. فما مخموم القلب؟ قال: "ھو التّقيّ، النّقيّ لا إثم فیه ولا بغي و لا غلّ ولا حسد"(12)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی شخص کو ارشاد فرمایا:

" أوصیک بتقوَی اللہ "(13)

حضرت ابو ذر غفاریؓ کو نصیحت فرمائی:

" أوصیک بتقوَی اللہ، فإنّهُ راس الأمر کلّه "(14)

رسولِ کریم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق تقویٰ رأس الأمر یعنی تمام معاملاتِ حیات کی روحِ رواں اور جان ہے ۔ یہ ہر شعبۂ حیات اور اس کی متعلقہ سرگرمیوں کو زینت اور رونق بخشتا ہے۔ یہ کسی خاص مظہر تک محدود نہیں بلکہ ایک حکمتِ عملی کے روپ میں پوری زندگی پر محیط ہے۔ معرفت و خشیتِ الٰہیہ، خوفِ آخرت اور اَوامرِ الٰہیہ کا سچا احترام، ظاہر و باطن کی یک رنگی کا نام تقویٰ ہے ۔ اِن احادیثِ مبارکہ میں ان اُمور اور معاملات کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جن کے پسِ پشت تقویٰ ایک قوتِ محرکہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ اسے دخولِ جنت کا باعث قرار دیا گیا ۔ قرآنِ حکیم میں بھی اہلِ تقویٰ کی پہچان بیان فرمائی گئی ہے،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ والّذی جآء بالصّدق و صدّق به أولٓئک هم المتّقون ﴾(15)

وہ لوگ جو تمام شعبہ ہائے حیات میں صداقتوں کے اَمین بن کر سامنے آئے اور صداقت و راستبازی سے ذرّہ برابر بھی تجاوز نہ کیا تو وہ متقی کہلائے۔ یعنی فرد کی ذات سے معاملہ کی ابتداء ہے اور درحقیقت فرد کی باطنی کیفیات اور قلبی اِحساسات کے تناظر میں خشیت ِالٰہیہ سے وجود پذیر ہونے والی خوبی کا نام تقویٰ ہے ۔ قرآنِ پاک میں اس وصفِ حسنہ کو انتہائی پسندیدہ اَوصاف میں شامل کیا گیا ہے جن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ساتھ دیتا ہے ۔(16) اهل التقوی ہی اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔(17) اور وہ اُن سے محبت کرتا ہے ۔ (18) اُخروی نعمتوں پر اہل تقویٰ کا استحقاق بیان فرمایا گیا: ﴿إنّ للمتّقین عند ربّهم جنّت النّعیم﴾(19) اہلِ تقویٰ کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کے علاوہ جنت کے چشموں، نہروں اور بہترین ٹھکانہ کی نشاندہی بھی فرمائی گئی ۔(20) تمام نعمتیں اور انعامات کی سزاواری اسی لیے ہے کہ حیاۃ الدُنیا میں انہوں نے بہت محنت کی اور اپنے لیے اعمال کا وہ نمونہ محفوظ فرمایا جو کہ صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہی استوار ہوسکتا ہے ۔

﴿ و من یعظّم شعآئر الله فإ نّها من تقوی القلوب﴾(21)

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ کے مفہوم سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقویٰ کی لذت آشنائی درحقیقت قرب و محبت اور اطاعتِ الٰہیہ کے رشتوں کو استوار کرتی ہے۔ یہ خصوصیت انسان کے اَعمال میں لطافت اور معنویت پیدا کرتی ہے۔ انسان فکر و نظر کے ایسے اُسلوب سے بہرہ مند ہوجاتا ہے جو اس کے سیرت و کردار کے گوشوں کو منوّر و تاباں کردیتا ہے۔ ترغیبات اور ترہیبات میں اس کیلئے سپر ثابت ہوتا ہے۔ انسان کو اس کی محدود، فانی اور اُتھلی سطح سے اٹھا کر عشقِ الٰہی

کے اس اُفقِ بلند کی طرف ترفع دیتا ہے جو لامحدود وسعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ محض اِثم وعدوان اور فسق و فجور سے مجتنب رہنا اس کا مطمحِ نظر نہیں ہوتا۔ بلکہ تقویٰ کی اتصاف پذیری کا ہدف یہ بن جاتا ہے کہ وہ ایسا کون سا اَنداز اپنائے جس کے نتیجہ میں اللہ کی محبت کی نعمت کا سزاوار ٹھہرے۔ گویا تقویٰ نہ صرف محرک، سرچشمہ، عمل اور کردار کی اَساس اور اس کی روح و جان ہے بلکہ فرد کیلئے تہذیبی عمل کا عنوان بھی ہے۔ حبِ الٰہی کی سرشاری کے نتیجے میں تزکیہ کے جس عمل سے گزرتا ہے وہ اس کے فوائد سے دوسروں کو بھی مستفید کرتا ہے۔(22)

شرف و تکریمِ انسانیت کی ذمہ داریوں کے حوالے سے تقویٰ کو فضیلت و برتری کی اَساس قرار دیا گیا۔ یہ جذبہ و احساس جب تقویت پکڑ لیتا ہے تو عمرانیاتی ہیئت کے استحکام میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ باہم انسانوں کے مابین فضیلت اور برتری کو مادی اسباب و علائق۔ رنگ، نسل، زبان، علاقہ وغیرہ کے ساتھ لازم نہیں کیا۔ بلکہ متقی، پرہیز گار اور خشیتِ الٰہی کا جذبہ رکھنے والوں کو ہی معاشرہ میں قابلِ تکریم قرار دیا گیا۔ تقویٰ کو جب ہم خشیتِ الٰہیہ کے مفہوم و معنی میں مراد لیتے ہیں تو یہ ایک ایسی حقیقت کے طور پر سامنے آتی ہے جو صرف بنی نوعِ انسان کی شرف و تکریم کی ذمہ داریوں کے تناظر میں ہی اہمیت نہیں رکھتی بلکہ اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات اپنی تخلیقی نوعیتوں اور تقاضوں کے مطابق وحدہ لاشریک خالقِ کائنات اور ربّ کے حضور خشیت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کی پابندی سے متصف ہیں۔ امین احسن اصلاحی نے حقیقتِ تقویٰ کے حوالے سے مفید بحث کی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو مخلوقات تخلیق کی ہیں، ان میں دو طرح کی قوتیں ودیعت کی ہیں:

i. اپنی مخفی قابلیتوں اور اَوصاف کو بروئے کار لانے کی قوت جس کا تقاضا عمل ہے اور اس

کا نتیجہ ہر مخلوق کا اپنی اس غایت تک پہنچنا ہے جس کیلئے وہ تخلیق ہوئی ہے۔ یہ قوت ودیعت شدہ اُوصاف کو تحریک دیتی ہے اور پروان چڑھاتی ہے۔

ii. اپنی حفاظت کی قوت جس کا تقاضا اِحتراز و اجام ہے اور اس کا نتیجہ، ان خطرات سے محفوظ رہنا ہے جو اس کو اس کی غایت تک پہنچنے سے پہلے تباہ و برباد کرسکتے ہیں۔ یہ قوت خطرات اور آفات سے حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔ (23)

خشیتِ الٰہیہ پر مبنی ان کیفیتوں کا مشاہدہ کائنات کی ہر مخلوق میں کیا جاسکتا ہے۔ ان کے افعال و اثرات تقریبا ایک سے ہیں۔ اگر عالمِ افلاک کے نظام پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ تمام مظاہر قدرت اپنے طبعی وظائف کی تکمیل تو کرتے ہیں مگر مقرر کردہ حدود کو پھلانگ نہیں سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ والشمس تجری لمستقرلها ط ذلک تقدیر العزیز العلیمo والقمر قدرنه منازل حتی عاد کالعرجون القدیمo لاالشمس ینبغی لها أن تدرک القمر و لا اللیل سابق النهار ط و کل فی فلک یسبحون ﴾(24)

﴿مرج البحرین o یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیٰن﴾(25)

یعنی نہ تو کوئی مخلوق بے راہ ہونے پاتی ہے اور نہ دراندازی کرکے دوسروں کا یا اپنا کام خراب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کی نہ صرف پابندی کرتی ہے بلکہ کسی حال میں بھی ان سے تجاوز کی جرأت نہیں کرتی۔ چنانچہ انسان کیلئے بھی یہ لمحہ فکریہ سامنے آتا ہے کہ وہ اپنے ارادہ اور اختیار کی صفات کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہوئے اللہ کی مقرر کردہ حدود کا پابند رہے۔ اور ان سے متجاوز ہوتے ہوئے اپنی بربادی کا سامان نہ کرے۔ جس سے اس کی شرف و تکریم داغدار ہوجائے اور اسے خسرانِ مبین کا سامنا کرنا پڑے۔ امین احسن اصلاحی کے خیال کے مطابق اسی طرح حیوانات میں بھی خشیتِ الٰہیہ کی کیفیت موجود ہے۔ اختیار و ارادہ سے

محروم ہونے کی بناء پر وہ جبلّی تقویٰ سے متصف ہیں۔نوعِ حیوانات کی صفات اپنے درجہ کمال تک پہنچنے کیلئے جس طرح کی حرکت و سکون اور جدو جہد کی متقاضی ہوتی ہیں وہ مخلوقات ان حدود سے سرِ مُو انحراف نہیں کرتیں۔ ان کی سرشت میں ودیعت کردہ طبعی میلانات کی تکمیل، قانونِ الٰہی کے ضوابط کے مطابق ہوتی ہے جس سے ان کی ذرہ برابر سرتابی کی جرات ثابت نہیں ہوتی۔ اس اُمر میں بھی نوع انسان کیلئے اپنی فضیلت و تکریم کے تحفظ کیلئے رہنمائی مضمر ہے۔(25)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سبح اسم ربّک الا علیٰ o الّذی خلق فسوّی o والّذی قدّر فھدٰی ﴾(27)

اس کی وضاحت میں امام البیضاوی فرماتے ہیں:

﴿ سبح اسم ربک الأعلیٰ ﴾ نزہ اسمه عن الإلحاد فيه بالتأ ويلات الزائغة وإطلاقه على غيره زاعما انهما فيه سواء و ذكره الا علی علیٰ وجه التعظيم...... ﴿ الّذی خلق فسوّی ﴾ خلق كل شيي فسوّی خلقه بأن جعل له ما به يتأتى كماله و يتم معاشه ﴿ والّذی قدّر ﴾اي قدر اجنا س الأ شياء و أنواعها و أشخاصها و مقاديرها و صفاتها و أفعالها وآجالها. ﴿فھدٰی﴾ فوجهه إلى أفعاله طبعاً و اختياراً بخلق الميول و الإلهامات و نصب الدلائل و انزال الآيات.(28)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے اِلحاد کے رویہ کو جو مختلف تاویلا ت و توجیہات کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے منزّہ ثابت کرتے ہیں اور اس زعم کو ردّ کرتے ہیں کہ کوئی دوسری ذات اس کے برابر اور قابلِ تعظیم ہے۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تخلیق کے عمل کو جاری کیا

اور پھر اس کا 'تسویہ' کیا ،یعنی ایسے اَسباب بنادیے جن سے وہ اپنے کمال اور اپنی معاش کو پایۂ اتمام تک پہنچا سکے۔ اس کے علاوہ ربِّ کریم نے تمام اشیاء کی جنس اور انواع وشخصیات اور ان کے بارے میں اندازے (مقادیر...... ہر چیز کی انتہا) اور ان کی صفات اور ان کے افعال اور ان کے خاتمہ یعنی انجام (آجال) کو معیّن کیا ، رغبت کے میلانات اور فطری اِلہامات کی تخلیق کرتے ہوئے اس کی طبعی اور اِختیاری افعال کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ دلائل پختہ کیے اور آیات (نشانیاں) نازل فرمائیں...... گویا تمام مخلوقات جن میں انسان بھی اَشرف المخلوقات کی حیثیت سے شامل ہے کی تخلیق، ان کی ربوبیت اور آغاز وانجام کی بحث کو انتہائی حسین الفاظ میں بیان فرمایا گیا۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلي بھی آیاتِ کریمہ مذکورہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اللہ جلّ شانہٗ ، اپنی تقدیس اور عظمت کو ہر طرح کے نقائص سے منزّہ قرار دیتے ہیں اور اسم 'ربّ' کی نسبت اپنی ذات سے کرتے ہوئے اپنے مطلق اور سب سے اعلیٰ و اعظم ہونے کی صفت بیان کرتے ہیں۔ ربِّ عالیٰ کے اَوصاف میں ہے کہ اس نے جمیع کائنات تخلیق فرمائی اور اسی میں انسان بھی ہے اور ہر مخلوق کو اَحسن ہیئت اور متناسب اَجزاء کے ساتھ سیدھا ہموار کیا۔ اس کی قامت کو باعتدال بنایا اور اس کے اَجزاء میں توازن و تناسب قائم کیا۔ اس کو مرتب ومحکم صورت دی جس میں کوئی تفاوت اور اِضطراب باقی نہ رہا جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ ﴿ فسوّٰی ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سیدھا ہموارا ورمضبوط کیا ، وہی ذات جلّ شانہٗ ہے جس نے ہر مخلوق کیلئے اپنی خاص قدرت سے وہ اُمور مقرر کیے جو اس کیلئے بہتر تھے۔ پس اس کی رہنمائی فرمائی اور اشیاء کے انتفاع کے اسباب کی معرفت عطا کی جیسا کہ قول مبارک ﴿ قدر ﴾ بمعنی : التقدیر والموازنۃ بین الاشیاء ...... وہی ذات بابرکت ہے جس نے سبز گھاس اگائی ا ،جس کو

مویشی کھاتے ہیں ، نباتات اور کھیتیاں اگائیں جن کو انسان کھاتے ہیں۔ اور پھر یہ شاداب کھیتیاں اور کھلیان اپنی سرسبزی کے بعد سوکھے سیاہ اور گل سڑ جاتے ہیں۔ (29)

مسخر اجسام سماوی اور دیگر مخلوقات کے بالمقابل نوعِ انساں ذی اختیار او ر صاحبِ شرف و تکریم مخلوق ہے۔ اسی نسبت سے اس کیلئے خشیتِ الٰہیہ، پرہیز گاری اور تقویٰ کی کیفیت کے متقضیات کی نوعیت اور اہمیت بھی دو چند ہوجاتی ہے۔ قولِ باری تعالیٰ ﴿ إنا هدیناه السّبیل إمّا شاکرا وّ إمّا کفورا﴾ (30)، ﴿وهدینا ہ النّجدین ﴾ (31) کے مطابق اللہ عزّ وجلّ نے انسان کیلئے خیر و شر کے راستے واضح کردیے اور اس کو دونوں میں پہچان کرنے کی خصوصیت سے نواز دیا۔ وہ ناشکر گزار منحرف بن جائے یا شکر گزار صاحبِ ایمان---اس میں اس کی آزمائش مقصود ہے۔ سورہ الدھر میں تخلیقِ انسانی کے متعلق پر حکمت اُسلوب اختیار کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ تخلیقِ کائنات کے مراحل میں ایسا دور بھی گزرا جب جنات اور ملائکہ کی مخلوقات موجود تھیں اور انسان کی تخلیق سے قبل دور کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ معدوم اور غیر موجود و غیر مذکور تھا۔ پھر تخلیقِ آدمؑ کا مرحلہ گزرا اور اس کے بعد نوعِ انسانی کی کثر ت وجود میں آئی۔ اس نوعِ بشری کیلئے خیر و شر اور ہدایت و گمراہی کی وضاحت کردی گئی نیز شرعی حدود و ضوابط کا مکلّف بنایا گیا۔ صاحبِ اختیار اور اِرادہ کی حیثیت سے جوابدہی کا پابند ٹھہرایا گیا اِختیار اور ارادہ کی آزادی کو صحیح استعمال کرتے ہوئے انسان اگر راہِ حق و ہدایت کو منتخب کرے گا اور اِطاعت و اخلاص کا راستہ اپنائے گا تو یہ خشیتِ الٰہیہ یعنی تقویٰ کی خصوصیت کا اثبات کرے گا، بصورتِ دیگر کفران اور ناشکرگزاری کی صورت میں یہ اِعراض و روگردانی کا موجب ہوگا، جو تقویٰ کے برخلاف طرزِ عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نوعِ بشری کو عقل ، محاسنِ خیر اور مفاسدِ شر کا ادراک کرنے والی

فطرت عطا کی ہے جو طریقِ نجات کی طرف انسان کی رہنمائی کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔ اس کے باوجود خیر و شر میں صحیح تمیز نہ کرنا گویا شیطانی وسوسوں اور خواہشاتِ نفسانی کا شکار ہونا ہے ۔یہ اُمر تقویٰ کے برعکس ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ یہ وہ حسّاس مقام ہے جو انسان کے اپنے طرزِ عمل کی بناپر اس کے شرف و تکریم کے اِعزاز کو بھی کمزور کردیتا ہے۔ تقویٰ وہ کیفیت ہے جو انسان کی فوز و فلاح کا باعث بنتی ہے(32) اور اس کی عقلمندی (33)اور شکر گزاری(34) کا ثبوت ہے ۔ پروردگارِ حقیقی کی رحمت کا سزاوار بھی انسان اِسی صورت میں ہوتا ہے ۔(35)

عمرانیاتی زندگی کے آدابِ معاشرت اور نظمِ اجتماعی کے حوالے سے بھی تخلیقِ مرد و زن اور شعوب وقبائل کی وضاحت فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے میں متقی ترین کو ہی اُکرم ترین کے زمرے میں شمار فرمایا ہے(36) اور اللہ تعالیٰ کو اہلِ تقویٰ کا دوست قرار دیا ،(38) جواُن سے محبت رکھتا ہے اور یہ کہ تقویٰ رحمت الٰہیہ کا موجب بنتا ہے۔ (38)

تقویٰ انسان کی باطنی اور قلبی کیفیت کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اعمالِ خیر کی ترغیب اور اعمالِ بد کی ترہیب کرتی ہے اسی لیے اِثم و عدوان سے عدم تعاون اور برّ وتقویٰ کے معاملات میں باہمی تعاون کو فروغ دینے کو مؤکد ٹھہرایا(40) تاکہ عمرانی زندگی میں خیر و صلاح کی فضا پروان چڑھے اور اثم و عدوان اپنے تمام محرکات سمیت بے اثر ہوجائے۔عباداتِ دینی کا مقصد بھی تقویٰ کی ہی تربیت کے مختلف مدارج کو تقویت دینا ہے۔ (41)اِستقامت اور عزیمت تقوی کو مستحکم کرنے کا باعث بنتی ہے اور ایسے صاحبِ اِستقامت جن کا مقصود اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول ہوتا ہے جو تکبر اور فساد پسند نہیں کرتے ،انہی کے حصے میں عاقبت کی کامیابی ہوتی ہے ۔(42)اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام حدود کے اِلتزام کو بھی تقویٰ کے ساتھ

شامل کیا ۔(43) اس خصوصیت کو نہ صرف دوگنا رحمتِ الٰہیہ کی نعمت بلکہ اس نورِ الٰہیہ کے اِکتساب کی بنیاد قرار دیا جو اعمالِ صالحہ کے تناظر میں مغفرت کا باعث بنتا ہے۔(44) اسی لیے مومنین کو تقویٰ کا صحیح حق ادا کرنے کی تلقین فرمائی اور حالتِ اسلام میں ہی داعیِ اَجل کو لبیک کہنے پر اصرار کیا (45)اورحیاتِ دنیوی میں عمرانی زندگی گزارتے ہوئے یہ بنیادی قاعدہ کلیہ سکھا دیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی کی سرتابی کی مجال نہ ہو (46) کیونکہ تکوینی قوانین کے ساتھ انسان کو اپنی شرف و تکریم کے تناظر میں مطابقت اور ہم آہنگی پیدا کرنی چاہیے جو اس متکبرانہ روش کی بناء پر قائم نہیں ہوسکتی ۔

محولہ بالا آیاتِ کریمہ کے مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ تقویٰ کا شعار اختیار کرنا انسان کی نشوونما و ترقی کے لوازمات کو متحرک کرتا ہے اور انسان کو صاحبِ ایمان کی حیثیت سے راہِ حیات پر سفر کرتے ہوئے تمام خطرات اور آزمائشوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ حیاتِ انسانی کے مقصدِ حقیقی کو اس کے سامنے واضح اور اس تک رسائی کو سہل بناتا ہے۔ اس کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ مادی ترقی کے لوازمات کو بھی اس کیلئے فائدہ بخش بنادیتا ہے۔ یہ فطرتِ سلیمہ کے تقاضوں کو مدنظر رکھنے کا ہی نام ہے ۔ تاکہ اطاعت گزار بندہ کی حیثیت سے ان اُوامر و اَحکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہو جو عنداللہ مطلوب و مقصود ہیں اور ناپسندیدہ اُمور سے مجتنب رہ کر اپنے لیے نجات حاصل کرلے۔ حقیقی فوز و فلاح اور اخروی دارُالباقی کی نعمتوں کا صحیح حقدار بن جائے۔ حضور نبیِ کریم ﷺ نے بھی قرآنی تعلیمات کی اصل رُوح کے مطابق تقویٰ کو جزوِحیات بنانے کی تاکید و تربیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حدود کے اِلتزام کو تقویٰ قرار دیا جو نفس کی تمام خواہشات و مقتضیات کو دینِ حق کے تابع بنا دیتا ہے اور انسان صراطِ مستقیم پر گامزن ہوتے ہوئے گمراہی اور غضب کے تمام منفی عوامل کی پیروی سے بچ جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

" إن الحلال بيّن و إن الحرام بيّن و بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات إستبرأ لدينه و عرضه و من وقع في الشبهات و قع في الحرام كالرّاعي يرعى حول الحمى يوشك أن يرتع فيه، ألا ! وإن لكل ملك حمى، ألا وإنّ حمى الله محارمه، " ، "ألا و ان في الجسد مضغة ، إذا صلحت، صلح الجسد كلّه و إذا فسدت ، فسد الجسد كلّه، ألا وهي القلب"(47)

رسولِ کریم ﷺ نے یہ حقیقت اُمت کو ذہن نشین کرائی کہ واضح اور ظاہر حلال وحرام کے مابین جو اُمور متشابہہ ہوں تو قلبی طمانیت کے حصول کیلئے ان سے اِحتراز اور احتیاط کا پہلو روا رکھنا تقویٰ پر عمل کے مترادف ہے۔ کیونکہ خشیتِ الٰہیہ کی بناء پر اللہ تعالٰی کے بیان کردہ اُوامر ونواہی کو ملحوظ رکھنا اور متشابہات سے مجتنب رہنا قلبی اطمینان کو تقویت دیتا ہے۔ بِرّ اور اثم کے متعلق حضرت وابصہ بن معبد کے استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"يا وابصة، "استفت قلبک و استفت نفسک- ثلاث مرات- ألبرما اطمأ نت إليه النفس، والإثم ماحاک في النفس و تردّد في الصّدر و إن أفتاک الناس و أفتوک"(48)

گویا نفس انسانی میں سکون وطمانیت نیکی کی دلیل ہے اور سینہ میں تردّد اور کھٹک اُس اُمر کے گناہ ہونے پر دالّ ہے۔ خواہ لوگ اس کے حق میں ہی فیصلہ دے دیں۔ مگر اس کے باجود بدی کی ماہیتِ قلب ممکن نہیں ہوتی۔ حضرت امام حسنؓ بن علیؓ سے حضور ﷺ کا یہ مبارک قول منقول ہے:

"دع ما يريبک إلى مالا يريبک فإن الصدق طمانينة ،و إن

الکذب *ریبة''(49)

اس فرمانِ نبوی ﷺ کی روشنی میں قلبِ انسانی میں کھٹک اور اندیشہ پیدا کرنے والے اُمور جن سے طبیعت میں طمانیت اور سکون پیدا نہ ہو وہ نیکی کے زمرے میں شامل نہیں کیے جاسکتے۔ لامحالہ بے سکونی اور تردّد، اِثم وعدوان کی ہی ظاہری علامت اور نشان سمجھا جائیگا۔ جو شیطانی محرّکات میں شمار ہوگا۔ جبکہ خالص ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ رضائے الٰہی حیاتِ مومن کا مطلوب ومقصود ہو، وہ نفس کی ترغیبات کے باوجود اِبلیسی وشیطانی وسوسوں اور ہتھکنڈوں سے مجتنب رہے۔ مشتبہ اُمور کے ساتھ ساتھ صدق اور کذب کے تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے محتاط انداز میں اپنے اختیار کو روبہ عمل لائے اور معصیت کے خطرات اور اندیشوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے وہی عمل اختیار کرے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔ کیونکہ ایمان کے درجہ کامل کو پانے کیلئے یہ بہت لازمی ہوجاتا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

'' لا یبلغ العبد ان یکون من المتّقین حتی یدع ما لا بأس حذ را لما به بأس''(50)

تقویٰ کا حصول جو حیاتِ مؤمن کا مقصود ہے اس کے بیان میں حضور نبی کریم ﷺ نے متوازن، ہم آہنگ اور بااعتدال زندگی کے تعاملات پر زور دیتے ہوئے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے فرمایا:

'' یا عبداللہ أ لم أخبر أنک تصوم النهار، و تقوم اللیل؟'' فقلت : بلی یا رسول اللہ، قال:'' فلاتفعل، صم و أفطر و قم ونم، فإن لجسدک علیک حقا، و إن لعینک علیک حقا و إن لزوجک علیک حقا و إن لزورک علیک حقا ......''(51)

امام ابن خزیمۃ نے یہ روایت بیان فرمائی ہے:

"ألم أخبر أنک تصوم ولا تفطر، وتصلي الليل؟ فلاتفعل، فإن لعينيک حظاً، و لنفسک حظاً، ولأ هلک حظاً، فصم، و أفطر و صل، و نم و صم کل عشرة أيام يوما، و لک أجر تسعة"(52)

گذشتہ امتوں میں موجود طریق رہبانیت کو بھی ناپسندیدہ جانا اور اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نفس پر ڈالنے اور مشقت اختیار کرنے سے روکا۔ آپ ﷺ سے حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں:

"لا تشدّدوا علی أنفسکم فیشدّد علیکم فإنّ قوما شدّدوا علی أنفسهم فشدّد الله علیهم، فتلک بقایاهم في الصّوامع و الدّیار رهبانیّة إبتدعوها ماکتبنا ها علیهم"(53)

تقویٰ جو تکریم و شرف انسانیت کو مہمیز دینے کا باعث بن سکتا ہے پر عمل کے سلسلے میں اِعتدال کا ہی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زندگی میں جو سہولتیں اور رخصتیں قائم فرمائی ہیں ان سے اِستفادہ کیا جائے۔ مشقت میں پڑنا اور مباحات سے فائدہ نہ اٹھانا۔ تکمیل تقویٰ نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

"صنع النبی ﷺ شیئاً فرخّص فیه، فتنزه عنه قوم، فبلغ ذلک النبی ﷺ فخطب فحمد الله، ثم قال: مابال أقوام یتنزهون عن الشیءِ أصنعه؟ فوالله إنی لأ علمهم بالله و أشدهم له خشیةً"(54)

گویا عبادات کا اِلتزام تقویٰ کی تقویت کا باعث تو ضرور ہے مگر اس کے مقابلے میں دیگر شرعی احکامات و لوازمات پر عمل کی اہمیت کو کم تر مقام نہیں دیا اور اس حدیثِ مذکور میں اسی

اُمر کی نشاندہی کی گئی ہے تا کہ عمرانیاتی تقاضوں کی تکمیل میں شریعت ایک موثر کردار ادا کرنے کے قابل ہو۔رسول کریم ﷺ نے پیغامِ الٰہی کو انتہائی واضح اور بلیغ اَنداز میں اپنے مخاطبین تک پہنچایا اور ان میں خشیتِ الٰہیہ کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ زندگی کی فلاح ونجاح اور اس کے مہلکات پر صراحت سے گفتگو فرمائی ۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے :

" ثلاث مهلكات و ثلاث منجيات، فأما المهلكات: فشح مطاع، و هوى متبع ، و إعجاب المرء بنفسه، و الثلاث المنجيات: تقوى الله في السر والعلانية و كلمة الحق في الرضا و السخط و اقتصاء في الغنٰى والفقر "(55)

اس پہلو کی نشاندہی حضرت ابوھریرۃ ؓ سے مروی اس حدیثِ مبارکہ میں بھی ہوتی ہے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" من يأخذ عنّى هٰؤلاء الكلمٰت فيعمل بهنّ أو يعلّم من يعمل بهنّ" ، فقال ابوهريرة : قلت أنا يا رسول الله ! فأخذ بيدى فعدّ خمساً و قال : " إتق المحارم تكن أعبد الناس" (56)

حضرت ابوھریرۃ ؓ سے ہی روایت ہے :

"لا تحاسدوا ، ولا تناجشوا، و لا تباغضوا، ولا تدابروا، ولا يبع بعضكم على بيع بعضٍ ، وكونوا عباد الله! إخواناً، المسلم اخوا المسلم، لا يظلمه ، ولا يخذله ، ولا يحقره، التقوىٰ هٰهنا (ويشير الى صدره ثلاث مرّات) بحسب امرى ءٍ من الشر أن يحقر أخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام دمه و ماله و عرضه"(57)

یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو چھوڑتا ہے، نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔تقویٰ یہاں ہے (اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ سینے کی طرف اشارہ فرمایا) برائی

میں سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پرحرام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔

گویا حدیثِ مبارکہ مذکورہ میں ان تعاملات کی طرف توجہ دلائی گئی جو تقویٰ کی خصوصیت کے تقاضے ہیں اور جن کو ملحوظ رکھنے سے عمرانیاتی اِعتبار سے نہ صرف تعلقات میں جمال و اِستحکام پیدا ہوتا ہے بلکہ شرد عدوان کے راستے بند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اُوامر و نواہی اور حدود و قیود کو مدِّ نظر رکھنے سے حیات عمرانی کی معنویّت میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرف و تکریمِ انسانیت اور اس ناطہ سے انسان کے ذمہ واجبُ الادا فرائض کی اہمیت کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ حقیقی فوز و فلاح کے ساتھ وہسب اُمور کس طرح باہمدگر پیوست اور جڑے ہوئے ہیں۔

☆☆☆

حواشی

1. الانفال 8 : 29
2. ال عمران 3 : 28
3. الانفال 8 : 25
4. حقیقت دین ، ص:320
5. صدیقی، حیدر زمان، اسلامی نظریہ اجتماع، ص:55
6. ندوی، سلیمان ، سید، سیرۃ النبی ﷺ [لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اشاعت سوم ، 1983ء] 348/5
7. ت ، ابوا ب الصلوۃ، با ب ماذکر فی فضل الصلوۃ، رقم الحدیث:616 ،ص:158 ؛ وقوله تعالیٰ: ﴿أم نجعل المتقين كالفجار﴾ ص 38 : 28
8. م ، كتاب البرو الصلة، باب تحریم ظلم المسلم، رقم الحدیث:6541، ص:1124
9. ت، ابواب تفسیر القرآن، باب و من سورة الحجر، رقم الحدیث:3127، ص:706، [قال ابوعیسی]: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه ، و قد روى عن بعض أهل العلم فى تفسير هذه الا ية : ﴿ان فى ذلك لآيت للمتوسمين﴾
10. خ ، كتاب المظالم ، باب الاتقاء والحذر، رقم الحدیث:2448، ص:395،
11. ن ، كتاب الزكاة، باب القليل فى الصدقة، رقم الحدیث:2554، ص:353
12. جه ، ایضاً حواله مذكوره ، رقم الحدیث:4216،ص:614
13. جه ، ابواب الجهاد، باب فضل الحرس، رقم الحدیث:2771، ص:400
14. صحیح ابن حبان ، كتاب الصلاة، ذكر مايدعو المرء ، رقم الحدیث:2681، ص:485، و رقم الحدیث:2691، ص: 487 ،
15. الطلاق 6 : 3 , 2

16۔ قوله تعالىٰ: ﴿ و اعلموا أن اللّٰه مع المتقين ﴾ البقرة 2 : 194

17۔ قوله تعالىٰ:﴿ إن أولياء ه إلا المتقون ﴾ الأنفال 8 : 34

18۔ قوله تعالىٰ: ﴿ فإن اللّٰه يحبّ المتّقين ﴾ ال عمران 3 : 76

19۔ القلم 68 : 34

20۔ قوله تعالىٰ: ﴿ إنّ المتّقين في جنّٰت و عيون ﴾ الذّٰريٰت 51 : 15 ، و قوله تعالىٰ:﴿إنّ المتّقين في جنّٰت وّ نهر﴾ القمر 54 : 54وقوله تعالىٰ:﴿ إنّ المتّقين لحسن ماٰب ﴾ ص 38 : 49

21۔ الحج 22 : 32

22۔ اساسیات اسلام ، ص:2-276

23۔ اصلاحی ، امین احسن، حقیقت دین [لاہور : انجمن خدام القرآن ، طبع دوم ،1400ھ/ 1980ء] ص:314

24۔ یٰسٓ 36 : 38-40

25۔ الرحمن 55 : 19-20

26۔ اصلاحی ، امین احسن، حقیقت دین [لاہور : انجمن خدام القرآن ، طبع دوم ،1400ھ/ 1980ء] ص:315-319ملخصاً

27۔ الأعلىٰ 87 : 1-3

28۔ تفسیر البیضاوی، 305/5

29۔ التفسیر الوسیط، 2862/3

30۔ الدهر 76 : 2

31۔ البلد 90 : 10

32۔ قوله تعالىٰ:﴿واتّقوا اللّٰه لعلكم تفلحون﴾البقرة 2 : 189

33۔ قوله تعالىٰ:﴿واتّقون يآولى الألباب﴾البقرة 2 : 197

34۔ قوله تعالىٰ:﴿فاتّقوا اللّٰه لعلكم تشكرون ﴾ال عمران 3 : 123

35۔ قوله تعالىٰ:﴿واتّقوااللّٰه لعلكم ترحمون﴾ الحجرات 49 : 10

36۔ قوله تعالىٰ:﴿يا أ يّها الناس انّا خلقنكم من ذكر وّ أنثى و جعلنكم شعوبا و قبائل لتعارفوا ط إن أكرمكم عندا للّٰه أتقكم ﴾ الحجرات 49 : 13

37 قوله تعالىٰ:﴿والله وليّ المتّقين﴾الجاثية 45 : 19

38 قوله تعالىٰ:﴿بلىٰ من أوفىٰ بعهده و اتّقىٰ فإن الله يحب المتّقين ﴾ ال عمران 3 : 76

39 قوله تعالىٰ:﴿واتّقوا لعلّكم ترحمون﴾ الأنعام 6 : 55

40 قوله تعالىٰ:﴿وتعاونوا على البر و التّقوىٰ ولا تعاونوا على الإثم و العدوان﴾ المائده 5 : 2

41 قوله تعالىٰ:﴿يا أيها الّذين آمنوا كُتب عليكم الصّيام كما كُتب على الّذين من قبلكم لعلّكم تتقون﴾البقرة 2 : 183

42 قوله تعالىٰ:﴿تلك الدّار الآخرة نجعلها للّذين لايريدون علوّا فى الأرض ولا فسادا و العاقبة للمتّقين﴾القصص 28 : 83

43 قوله تعالىٰ:﴿يآ يها ا لّذين آمنوا لا تحرّموا طيّبت ماأحل الله لكم ولا تعتدوا ط ان الله لا يحب المعتدين وكلوا مما رزقكم الله حللاً طيّبا ص و اتّقوا الله الّذى أ نتم به مؤمنون﴾ المائده 5 : 87-88

44 قوله تعالىٰ:﴿يآيهاالذين آمنوا اتقوا الله و آمنوا برسوله يوتكم كفلين من رحمته و يجعل لكم نوراً تمشون به و يغفرلكم ﴾الحديد 57 : 28

45 قوله تعالىٰ:﴿يآيها الّذين آمنوا اتقو الله حقّ تقاته ولا تموتن إلّا و أنتم مسلمون﴾ ال عمران 3 : 101

46 قوله تعالىٰ:﴿يآيهاالذين آمنوا لا تقدّموا بين يدى الله و رسوله واتّقوا الله ......﴾ الحجرات 49 : 1

47 م ، كتاب البيوع، باب اخذالحلال ، رقم الحديث:4094، ص:698؛ خ ، میں حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ھیں:

"الحلال بيّن ، والحرام بيّن، وبينهما أمور مشتبهة، فمن ترك ماشبّه عليه من الإثم كان لما استبان أترك و من أجترأ على مايشكّ فيه من الإثم أوشكّ أن يواقع ما استبان ، و المعاصي حمى الله ، من يرتع حول الحمى يوشك ان يّوا قعه" ،

خ، كتاب البيوع، باب الحلال بين ، رقم الحديث:2051، ص: 329؛ وسنن الدارمى، كتاب البيوع ، باب فى الحلال و الحرام،

رقم الحديث:2534، 824/I ؛ "الحلال بيّن و الحرام بيّن ، و بين ذلك امور مشتبهة، وربما قال: متشابهة و سأ ضرب لكم فى ذلك مثلاً : إن

الله حمى حمىً و إن حمى الله محارمه، و إنه من يرتع حول الحمى، يوشك أن يرتع و إن من خالط

الرّيبة، يوشك أن يحسر" صحيح ابن حبان،

كتاب الرقائق، باب الورع والتوكل، رقم الحديث:719، ص:173

48 حم ، رقم الحديث:17545، 269/5

49 حم ، رقم الحديث:1725، 329/1 ؛ و ت ، كتاب الزهد، باب حديث اعقلها، رقم الحديث:2518، ص:572؛

و ابن خزيمة، محمد بن اسحاق، الامام(م:311ھ) صحيح ابن خزيمة [(حققة :الدكتور محمد مصطفیٰ الأعظمی)بیروت:

المكتب الاسلامي، الطبعة الثالثة،1424ھ / 2003م] كتاب الزكاة ، جماع ابوا ب قسم الصدقات ، رقم الحديث:2348، 1129/2 ؛

و صحيح ابن حبان ، كتاب الرقائق، باب الورع و التوكل، رقم الحديث:720، ص:173

* امام ابن حبان(م:254ھ) نے 'الصدق 'کی بجائے 'الخیر ' اور 'الکذب ' کی بجائے 'الشر ' کے الفاظ سے روایت بیان فرمائی ہے۔

50 ت ، ابو اب صفة القيامة ، باب علامة التقوىٰ ...، رقم الحديث:2451، ص:559؛

و جه ،كتاب الزهد، باب الورع و التقوىٰ، رقم الحديث:4215، ص:614

51 خ، كتاب الصوم ، باب حق الجسم، رقم الحديث:1975، ص:317، ؛ ورقم الحديث: 5199، ص:930

52 صحيح ابن خزيمة ، كتاب الصوم ۔ ابوا ب صوم التطوع، رقم الحديث:2109، ص:1012/2؛

امام ابن حبان اس روایت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں **"يا عبدالله بن عمر بلغني أنک تصوم النهار و تقوم الليل فلا تفعل ، فإن لجسد ک عليک حقا، وإن لنفسک عليک حقا صم و أفطر من كل شهر ثلاثة أيام صوم الدهر"**

صحيح ابن حبان،كتاب الصوم ذكر الأمر بصيام، رقم الحديث:3625،ص:636، رقم الحديث: 3630، ص:637

53 د ، كتاب الأدب ، باب فى الحسد، رقم الحديث:4904، ص:692

54 خ، كتاب الادب ،باب من لم يواجه الناس، رقم الحديث:6101، ص:1063؛ و رخّص رسول اللّٰه ﷺ فی أمر ، فتنزه عنه ناس من

الناس، فبلغ ذلك النبیؐ فغضب ، حتیٰ بان الغضب في وجهہ ، ثم قال: " مابال اقوامٍ يرغبون عما رخص لي فيه، فواللّٰه! لأنا أعلمهم

باللّٰہ و أ شدھم له خشية" م ، کتاب الفضائل، باب علمه باللّٰہ تعالیٰ، رقم الحدیث:6111، ص:1035

55 جامع بیان العلم، فی مدح التواضع وذم العجب ، رقم الحدیث:626، ص:200

56 ت ، ابواب الزھد، باب من اتقی المحارم ، رقم الحدیث:2305، ص:528

57 م ، کتاب الأدب ، باب تحریم ظلم المسلم، رقم الحدیث:6541، ص:1124

☆☆☆

مصادر ومراجع

1 القرآن الحکیم: القرآن الحکیم مع ترجمہ از شاہ رفیع الدین و مولانااشرف علی تھانوی،لاھور: تاج کمپنی س ن.

2 ابن حبان، محمد بن حبان، ابو حا تم ، الإمام (م:254ه) ، صحیح ابن حبان ، بترتیب امیر علاؤ الدین علي بن بلبان الفارسي (م:739ه)، لبنان : بیت الافکار الدولیة، 2004م .

3 ابن عبدالبر، أبي عمر یوسف بن عبدالله، (م:463ه)، جامع بیان العلم و فضله ، تحقیق : مسعد عبدالحمید محمدالسعدني، بیروت (لبنان) : دارالکتب العلمیه، الطبعة الاولیٰ، 1421ه/2000م .

4 ابن ماجه ، ابو عبدالله محمد بن یزید، القزویني، سنن ابن ماجه ، الریاض : مکتبة دارالسّلام، الطبعة الأوالیٰ، 1420 ه/1999م .

5 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث بن إسحاق (م:275ه) سنن أبي داؤد ، الریاض: مکتبة دارالسّلام ، الطبعة الأولیٰ،1420ه/1999م.

6 احمد بن حنبل،ابو عبدالله الشیبانی، الإمام (م:241ه) مسند احمد بن حنبل ،اعداد و ترتیب: ریاض عبدالله عبدالهادی، بیروت (لبنان): داراحیاء التراث العربی، الطبعة الثالة، 1414-1415ه /1994م.

7 اصلاحی ، امین احسن، حقیقت دین ،لاھور : مکتبة انجمن خدام القرآن ، طبع دوم ،1400ه/ 1980ء .

8 البخاری ، محمد بن اسماعیل، ابو عبدالله، الإمام (م:256ه) صحیح البخاري ، الریاض :مکتبة دارالسّلام، الطبعة الثانیة، 1419ه/1999

9 البیضاوی، ناصر الدین ابو الخیر عبداللّٰہ بن عمر(م :691ه) انوار التنزیل وأسرار التأویل المعروف بتفسیر البیضاوی، إعداد وتقدیم : محمد عبدالرحمٰن المرعشلي، بیروت : داراحیاء التراث العربي، مؤسسة التاریخ العربي، الطبعة الاولیٰ، 1418ه/1998م.

10 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م:279ه)، جامع الترمذی ، الریاض : مکتبة دارالسلام، الطبعة الاولیٰ، 1420ه/1999م.

11 حمّوده عبدالعاطی، ڈاکٹر، Islam in Focus، مترجم : رضا بدخشانی ، اسلام ایک زندہ حقیقت ، لاھور: اسلامک بُک پبلشرز، س ن .

12 ابن خزیمة ، محمد بن اسحاق، الإمام (م :311ه) صحیح ابن خزیمة، بیروت: المکتب الاسلامی، الطبعة الثالثة ،1424ه/ 2003م .

13 خلیفه عبدالحکیم، ڈاکٹر، اسلام کا نظریہ حیات ، لاھور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، طبع ثانی، 1970ء.

14 الدارمی، ابو عبداللّٰہ بن عبدالرحمن، الحافظ ، الامام، سنن الدارمی ، بیروت(لبنان) : دارالمعرفة، الطبعة الأولیٰ، 1421ه/2000م.

15 شھاب، رفیع اللّٰہ ، اسلامی معاشرہ ، لاھور : سنگ میل پبلیکیشنز ، 1988ء.

16 صدیقی ، حیدر زمان ، اسلامی نظریہ اجتماع ، لاھور: یونیورسل بکس:1986ء.

17 عبدالحمید صدیقی ، انسانیت کی تعمیر نو اور اسلام ،لاھور : اسلامک پبلشنگ ھاؤس، اشاعت اول ، 1976ء.

18 المسلم، ابو الحسین ، مسلم بن الحجاج، القشیری (م:261ه) صحیح مسلم ، الریاض: مکتبة دارالسلام ، الطبعة الثانیة، 1421ه/2000م.

19 ندوی، سلیمان ، سید ، سیرۃ النبی ﷺ، لاھور: سروسز بك کلب، اشاعت سوم، 1983ء، جلد 5.

20 ندوی، محمد حنیف، اساسیات اسلام ، لاھور: ادارہ ثقافت اسلامیہ،بار اول، 1973ء.

21 النسائی ، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب ، الإمام، (م:302ھ) سنن النسائی الصغریٰ ،
الریاض: مکتبة دارالسلام، الطبعة الاولیٰ،
1420ھ/1999م.

22 وهبة الزحیلي، الدکتور، التفسیر الوسیط ،دمشق: دارالفکر، 1422ھ/2001م.

23 اردو دائرہ معارف اسلامیة، مقالہ توحید، لاهور: دانش گاہ پنجاب ، طبع ثانی ،
1426ھ /2005ء جلد 6.